ضبط وترتیب : ادارہ الحق

افادات حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ

امام بخاریؒ اور صحیح بخاری

اس سال ۲۷ رجب ۱۴۰۱ھ کو دارالحدیث میں ختم بخاری شریف کی تقریب منعقد ہوئی جس میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے حسب ذیل ارشادات سے نوازا۔ (ادارہ)

(خطبہ مسنونہ کے بعد) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلمتان حبیبتان الی الرحمان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

محترم بزرگو! حدیث اور ترجمۃ الباب کی شرح حضرات اساتذہ فرما چکے ہیں۔ میرا پہلے معمول تھا کہ کچھ کلمات ختم اور افتتاح کے سلسلہ میں عرض کرتا تھا مگر آپ کو معلوم ہے کہ میری بیماری کی وجہ سے جبکہ آج کچھ اس میں اضافہ ہوا ہے۔ خاص معروضات پیش کرنے کی طاقت نہیں۔ بینائی کی کمی اور سینہ کے درد کی وجہ سے زیادہ بولنے سے قاصر ہوں۔

بہرتقدیر یہ موجودہ اجتماع جو علماء واساتذہ، فضلاء، طلباء اور عملہ اور بعض معاونین کا ختم بخاری شریف کے بارہ میں ہے جس کے بارہ میں ہمارے اکثر اکابر کی رائے ہے کہ حل مشکلات کیلئے ختم بخاری کا مجرّب نسخہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مشکلات حل کر دیتا ہے۔

شیخ جمال الدین فرماتے ہیں کہ میرے استاد اثیر الدینؒ فرماتے تھے کہ میں نے زندگی میں ایک سو بیس مرتبہ مشکلات کے موقعہ پر اس کا ختم کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے وہ تمام مشکلات حل فرما دیں۔ ایک دو یا تین مرتبہ کسی کام کے ہو جانے پر منطقی مزاج شخص تو اسے قضیہ اتفاقیہ قرار دے گا۔ مگر ۱۲۰ دفعہ تجربہ میں تو یہ بات نہیں ہو سکتی۔ اس کے پڑھنے کی برکت سے قحط اور خشک سالی کا خطرہ، وبائی امراض طاعون وغیرہ کی آفت ٹل جاتی ہے۔ بارش کے لئے ختم بخاری باعث خیر وبرکت ہے۔ حدیث جہاں بھی پڑھی جائے وہاں انوار و برکات نازل ہوتے ہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت سے تلفظ آیات پر منہ سے ایسی شعاعیں نکلتی ہیں، جیسے شمسی شعاعیں شمس سے آتی ہیں اور حدیث شریف پڑھیں تو حدیث کے تلفظ سے انوار و برکات پیدا ہوں

کے چاند کی طرح منتزع ہوتے ہیں۔ گویا قرآن آفتاب ہے تو حدیث ماہتاب۔ یہ احادیث مبارک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام مبارک ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ شان ہے کہ ابوطالب نے فرمایا:

وابیض یستسقی الغمام بوجهہ
ثمال الیتامیٰ عصمۃ للارامل

حضرت ابوطالب نے بارش نہ ہونے کی صورت میں حضورؐ کو بچپن میں اٹھا کر خانۂ کعبہ کی دیوار کے پاس کھڑا کر دیا اور اس نورانی چہرہ کی طفیل وبرکت سے بارش کی دعا مانگی جو غریبوں، یتیموں، بیواؤں کے سرپرست وخیر خواہ ہیں۔ آج بھی الحمدللہ الحمدللہ اس اجتماع میں مختلف مقاصد رکھنے والے حضرات جمع ہوتے ہیں یہ ایک ختم نہیں بلکہ اگر ستو شرکاء دورۂ حدیث ہیں تو ستو ختم ہیں تو جب ایک ختم سے اللہ تعالیٰ مشکلات حل فرماتے ہیں تو ستو ختم ہو جانے کے کتنے انوار وبرکات ہوں گے۔

حضرت مولانا فضل الرحمان گنج مراد آبادی بہت بڑے صوفی اور ولی اللہ گذرے ہیں، انہوں نے وصیت فرمائی کہ میرے سکرات اور نزع کی حالت میں حدیث کی تلاوت شروع کی جائے۔ کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ سکرات موت آسان فرما دے شاگردوں نے اس پر عمل کیا تو حدیث کی تلاوت سے ایسے انوار وبرکات کا نزول ہوتا ہے۔

یہ کتاب امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ کے مساعی جمیلہ کا ثمرہ ہے کہ احادیث کا ایک صحیفہ اور ایک بڑا ذخیرہ آپ نے جمع فرمایا یہ تقریباً ۶ لاکھ احادیث سے آپ نے بڑے سخت شرائط کے ماتحت منتخب فرمایا۔ ما رواہ عدل تام الضبط بسند متصل خالیا من الشذوذ والعلۃ - ایسے سخت اصول وضوابط۔ پھر یہ بھی کہ ہر راوی طویل الملازمۃ مع الشیخ بھی ہو۔ امام مسلم کے نزدیک توامکان ملاقات کافی ہے۔ امام بخاریؒ کے نزدیک نفس ملاقات ضروری ہے۔ مگر تتبع واستقصار سے پتہ چلتا ہے۔ کہ امام بخاریؒ نے نفس ملاقات نہیں بلکہ طویل الملازمۃ مع الشیخ سے روایت کرنے پر عمل کیا ہے۔ تو چھ لاکھ احادیث سے آپ نے سات ہزار دو سو چوہتر ۷۲۷۴ احادیث کا انتخاب فرمایا۔ تو جو کتاب چھ لاکھ احادیث کا مغز ہے۔ اور ایسی کڑی شرائط پر جس کے مؤلف نے پابندی فرمائی۔ اس تعداد میں مکررات بھی ہیں اسے نکال دیں تو چار ہزار بنتے ہیں۔ اور بخاری کی تعلیقات جو ہیں وہ بھی مرفوع ہیں۔ اس کا حساب کریں تو ۹ ہزار احادیث امام نے اسی کتاب میں جمع کر دیں۔ پھر تالیف بھی سولہ سال میں فرمائی۔ جب امام بخاریؒ جیسے ذکی اور فہیم امام جب اسے ۱۶ سال میں جمع کریں تو ہم اگر ۲۰ سال میں بھی قدرے امور پر واقف ہو جائیں تو یہ بھی غنیمت ہے۔

علامہ الجزائری کی رائے ہے کہ تین ہزار چار سو پچاس ۳۴۵۰ تو تراجم آپ نے قلمبند کئے۔ اللہ نے دین کی حفاظت

کا انتظام فرمایا۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ اللہ نے امام کو بچپن سے فہم و ذکاوت دی۔ بخارا میں حدیث کے درس میں آپ بچپن سے شامل ہوا کرتے۔ اور وہ زمانہ ایسا تھا کہ ایک ایک درس میں ہزار ہا ہزار کی تعداد میں امراء حکام، تجار، علماء ہر طبقہ کے افراد شرکت کرتے ایسا بھی ہوا کہ حدیث پڑھانے میں منادی و مکبّر کی ضرورت پڑ جاتی۔ جیسے نماز میں امام کی تکبیر کے بعد مکبّرین ہوا کرتے ہیں کہ پچھلے صفوں میں تکبیر سنی جائے۔ آجکل تو لاؤڈ سپیکر اس کا کام کرتا ہے۔ مگر اس وقت قاری کی آواز نہ پہنچتی تو دوسرا قاری اس طرح تیسرا حدیث اور درس اوروں تک پہنچاتا۔ ایک ایک درس میں چالیس چالیس ہزار قلم دوات گنے گئے۔ تو نہ لکھنے والے واللہ اعلم کتنی تعداد میں ہوں گے۔

مجلس میں ایک ایک لاکھ افراد بھی شریک ہوئے تو امام بخاریؒ خود فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تعلیم حدیث کیلئے پیدا کیا تو بچپن میں شوق پیدا کیا دس سال کے لگ بھگ کم عمر میں بخارا کے ایک محدث کے درس میں شرکت کرتے۔ بچے تھے طلبہ تعجب کرتے کہ کیا کر رہے ہیں۔؟ دن بھر جان تھکاتے ہو۔ جاؤ کہیں کھیلو کودو۔ چودہ پندرہ دن یہی حالت رہی۔ سولہویں دن مذاق کرنے والے طلبہ کو فرمایا کہ میں فضول وقت ضائع نہیں کرتا۔ ان ایام میں کئی ہزار احادیث سنائی جا چکی تھیں۔ اب ان کو آپ نے ایک ایک دن کے حساب سے پڑھنا شروع کیا۔ پھر دوسرے دن کی مثلاً ایک ہزار حدیث۔ الغرض پندرہ دن کی احادیث سنا دیں۔ لوگ حیران رہ گئے۔ پھر اپنے مسودوں کی آپ سے تصحیح کرنے لگے۔ یہ ذہانت اور حافظہ اللہ نے ان کو دیا۔

صحیح مسلم کا انتخاب ۳ لاکھ احادیث سے ہوا ہے۔ سنن ابوداؤد ۵ لاکھ سے اور صحیح بخاری ۶ لاکھ احادیث سے ہوا ہے اس میں تکرار بھی ہے تو حقیقۃً تکرار نہیں کہ ہو بہو کسی فرق کے بغیر تکرار ہو بلکہ حدثنا حدثنی یا اس طرح کا کوئی فرق ضرور ہوتا ہے۔ مثلاً حضرت کعب کی حدیث دس دفعہ آئی ہے۔ تو ہماری نظر میں تو تکرار ہے مگر حقیقت میں ان سب مقامات میں فرق کے ساتھ ہے۔ سند میں یا متن میں یا کسی اور طریقہ سے فرق ہے۔

پھر اتنا اہتمام و عظمت حدیث کہ ہر حدیث کے ترجمۃ الباب کیلئے غسل فرما لیتے صاف کپڑے پہن لیتے۔ عطر لگا لیتے مراقبہ فرما کر اور اگر حرم شریف میں ہوتے تو رکن و مقام کے درمیان مدینہ منورہ میں ہوتے تو روضۂ اطہر کے سامنے مراقبہ ہو جاتے پھر دو رکعت نفل پڑھ لیتے مکمل اطمینان کے بعد اندراج فرماتے تو اگر نو ہزار احادیث و تعلیقات ہیں تو ۹ ہزار دفعہ غسل فرمایا اٹھارہ ہزار رکعت نفل پڑھے۔ یہ عبادت اور عمل صرف تصنیف بخاری کے لئے تھا۔ اب اس اخلاص سے جس کتاب کی تدوین فرمائی ___ تو

بے جانہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو اتنی مقبولیت دی کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ البخاری ۔ کا درجہ اکثریت نے اسے دیا۔

امام محمد بن احمد مروزی ایک عالم و محدث ہیں فرماتے ہیں کہ میں رکن و مقام کے درمیان ایک دفعہ مراقبہ میں تھا کہ آنکھ لگ گئی۔ دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں دست بستہ کھڑا ہوں ۔ تو فرمایا : اے مروزی کب تک امام شافعی کی کتاب پڑھاتے رہوگے ۔ میری کتاب کیوں نہیں پڑھاتے ، آپ نے پوچھا آپ کی تالیف کون سی ہے ۔ فرمایا ۔ الجامع الصحیح للبخاری ۔ تو حضور اقدس ﷺ نے اس کتاب کی نسبت اپنی طرف فرمائی ۔ حضور خاتم النبیین ہیں نہ یقظہ میں شیطان متمثل بشکلہ ﷺ ہوسکتا ہے ۔ نہ خواب میں ہوسکتا ہے ختم نبوت اور وحی کی حفاظت کی بناء پر یہ انتظامات ہیں ۔ تو امام مروزی کی رؤیا تھے حقہ میں اسے حضور ﷺ نے اپنی کتاب قرار دیا ۔ اس کے ساتھ جو زہد و تقویٰ امام کا تھا جو قناعت تھی وہ بھی بے مثال ایک دفعہ آپ بیمار ہوگئے ڈاکٹروں نے معائنہ کیا ۔ قارورہ طبیبوں نے دیکھا تو کہا کہ یہ تو کسی راہب کا قارورہ ہے ۔ کہ اس میں چکناہٹ کا اثر ہی نہ تھا ۔ معلوم کیا تو پتہ چلا کہ امام ایک عرصہ سے صرف جو کی روٹی پر قناعت کر رہا ہے ۔ بغیر گھی وغیرہ کے خشک روٹی ۔

اللہ تعالیٰ نے دولت بھی دی تھی مضاربت پر کاروبار چلاتے کسی مضارب نے مال فروخت کیا تو خریدنے والے نے ۲۵ ہزار روپے دبا لئے ۔ کسی نے کہا اُس علاقہ کے حاکم و گورنر کو لکھدیں وہ وصول کرائے گا ۔ وہ آپ کا شاگرد یا معتقد ہے ۔ مگر آپ نے فرمایا کہ آج تو وہ مان کر رقم وصول کرا دے گا ۔ کل اسکو کوئی ضرورت پڑ گئی تو الانسان عبدالاحسان ۔ کل اس کی خاطر میں کسی ناجائز بات پر دستخط نہ کر دوں تو میں دین کو حاکموں پر فروخت نہیں کرسکتا حکام کا زیر بار نہیں بن سکتا دین کو دنیا پر فروخت نہیں کرسکتا تو مقروض کی شکایت حاکم کو گوارا نہ کی یہ تو معمولی حاکم ہوگا ۔ خود حاکم بخارا نے دربار میں طلب کیا کہ آکر بخاری شریف اور کتاب التاریخ مجھے پڑھا دیں ۔ کہا : نعم الامیر علی باب الفقیر و بئس الفقیر علی باب الامیر ۔ میں دربار میں ٹیوشن پڑھانے آؤں آپ کہیں کہ اب وقت آیا ہے ۔ آج امور مملکت میں مصروف ہیں ۔ تو فرمایا میں ایسا نہیں کرسکتا تجھے حدیث کی طلب ہے تو میرے دربار میں آنا ہوگا ۔ امیر نے کہا کہ اچھا تو میرے شہزادوں کو جب آپ کے پاس آئیں تو تنہائی میں پڑھا دیا کریں کہ عوام اس مجلس میں شریک نہ ہوں ۔ سوات ملا ۔ باجوڑ ملا کو ساتھ نہ بٹھائیں ۔ اس پیریڈ میں تو جیسے کفار مکہ کہتے تھے کہ ہم بلال و صہیب و عمار کے ساتھ آپ کی مجلس میں بیٹھ نہیں سکتے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی (الآیۃ) امام بخاری نے فرمایا کہ نہیں اگر کوئی اس مجلس میں بیٹھنا

چاہے تو میں حضور اقدس ﷺ کے انوار وبرکات اور علوم واحادیث میں بخل نہیں کرسکتا کہ کسی کو محروم کرکے اٹھا دوں۔ ایسا نہیں ہوسکتا۔ تو بادشاہ کو لگی لپٹی بغیر جواب دیا۔ بخارا سے شہر بدر کردئے گئے تو خرتنگ مقام تشریف لے گئے جو سمرقند کے قریب تھا۔ سمرقند کے لوگوں نے بلایا۔ درخواست پیش کی۔ آپس میں بھی ان لوگوں کا اختلاف ہوا کہ امام بخاریؒ آجائیں یا نہیں۔ محمد بن الذھلی ایک عالم تھے جو امام بخاری کو خلق قرآن کے قائل ہونے کی نسبت کرتے کہ ان کی رائے میں لفظی بالقرآن مخلوق ہے۔ حالانکہ امام کا مقصد یہ تھا، کہ ملفوظ تو قدیم قدیم موردد تو قدیم سے کلام نفسی ہے جو غیر مخلوق ہے۔ قدیم تو کلام نفسی ہے۔ اللہ کی صفت ہے۔ اور اس کا ظہور کلام لفظی میں جس پر آپ اور میں تلفظ کرتے ہیں وہ حادث ہے۔ مگر ملفوظ قدیم ہے۔

مقابلہ کا دور تھا۔ امام احمد کی ابتلاء کا دور دورہ تھا۔ کسی نے ہنگامہ اٹھایا۔ اختلاف کرنے والے ہر جگہ ہوتے ہیں اب آپ لوگ علاقوں میں جائیں گے تو اپنے بلاد واوطان میں اجتماعات میں منبروں پر مجامع میں اختلافی مسائل سے گریز کریں مسئلہ حیات انبیاء یا کلام اللہ حادث یا قدیم ہے۔ ایسے مسائل کو عوام کیا سمجھتے ہیں کہ آپ جاکر اسے چھیڑ دیتے ہیں۔ نتیجۃً پرانے علماء مخالفت پر کمربستہ ہوجاتے ہیں۔ کہ یہ نیا وہابی کہاں سے آیا وہ مخالف بن جاتے ہیں۔ پھر صحیح مسئلہ بھی اس کا نہیں سنتے تو جہاں امام بخاریؒ گئے غالباً نیشاپور، تو لوگ ملاقات کے لئے ٹوٹ پڑے۔ کسی نے پوچھا کلام مخلوق ہے یا غیر مخلوق؟ آپ خاموش رہے۔ ٹالدیا۔ دوسرے دن پھر یہی مسئلہ چھیڑ دیا۔ آپ پھر بھی خاموش رہے۔ تیسرے دن پھر چھیڑا تو آپ نے مجبور ہوکر اتنا کہا کہ لفظی بالقرآن مخلوق۔ حتی الوسع آپ گریز کرتے رہے۔ یہ نہیں کہ حق ظاہر کرنے سے پہلوتہی کرتی تھی۔ امام ابوحنیفہؒ سے طلبہ نصیحت کا تقاضا کرتے تو آپ نے من جملہ اور نصائح کے یہ بھی کہا کہ گاؤں اور علاقوں میں جاؤ گے تو لوگ مسئلہ دریافت کریں گے۔ تو میرا قول اولاً پیش نہ کریں۔ بلکہ اور ائمہ اور علماء مثلاً سفیان امام زہری جیسے اکابر کے اقوال پیش کردیں پھر اگر میرا قول پیش کرنا چاہیں تو اس کے ساتھ وہ بھی پیش کردیں۔ مگر اولاً مجھے ہدف نہ بنائیں کہ اس پر بحث اور مناظرے چھڑ جائیں۔ امام اعظم کا تبحر علمی ظاہر ہے۔ کہ کتنا عظیم تھا۔ مگر کسی نے ایک مسئلہ میں دریافت کیا تو جواب آپ نے دیدیا۔ سائل نے کہا کہ حسن بصری کی تو یہ رائے نہیں۔ امام اعظم کے منہ سے نکلا کہ۔ اخطأ۔ کہ ان کی رائے درست نہیں۔ وہ شخص گالیاں دینے لگا اور کہا: یا ابن الزانیۃ اخطأ الحسن۔ طلبہ یہ دیکھ کر جوش میں آگئے، آپ نے طلبہ کو روک کر اس معترض کو نرمی سے بلایا پاس بٹھلایا اور سمجھایا کہ حسن بصری کے یہ دلائل ہیں اور اس مسئلہ میں میرے یہ دلائل ہیں۔ اب تم خود اس میں فیصلہ کرلو تو نہ تو اسے ڈانٹا نہ مارا نہ پیٹا۔ بلکہ سمجھا دیا۔ تو ہمارے اکابر نے ایسے تحمل اور حلم سے کام کیا حضرت شاہ اسماعیل شہید کی جلالی شان تھی مگر دہلی کی جامع مسجد میں کسی نے

مسئلہ پوچھا تو آپ نے جواب دیا، کسی نے کہا: یا ابن الزانیۃ ۔ تو ایسی بات کرتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب نے نرمی سے بلاکر اسے کہا کہ میرے والدین کے نکاح کے گواہ موجود ہیں ۔ الحمدللہ میں انہیں اب بھی حاضر کر سکتا ہوں ۔ ایسے جلالی ہستی کا اتنا تحمل اور بردباری تو امام بخاری کا بھی ایسا ہی تحمل تھا۔ سمرقند نہ گئے۔ حاسدین نے خرتنگ میں بھی پریشان کردیا اور امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ علماء پر شیطان نے حسد کا جھنڈا گاڑ دیا ہے۔ ورنہ تجار پر شیطان نے کذب اور دروغ گوئی کا۔ تو حسد و معاصرت کی وجہ سے امام بخاری پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا گیا۔ امام نے دعا کی یا اللہ اپنی وسعتوں کے باوجود زمین مجھ پر تنگ ہو چکی ہے اگر آپ کو منظور ہو تو مجھے اپنے دربار میں بلالو۔ امام نے چلنے کا ارادہ کیا موزے پہنے ۔ چند قدم چلے تھے کہ پسینہ چھوٹ گیا۔ فرمایا اپنے بستر پر لے جاؤ اپنے کمرہ میں لائے گئے ۔ عیدالفطر جمعہ کی رات ۲۵۶ھ میں آپ کا انتقال خرتنگ میں ہوا جو پہلے جس نام سے بھی تھا۔ مگر وصال کے بعد وہاں جانے والوں کا ایسا ہجوم ہو گیا کہ وہاں جانے کیلئے گھوڑا وغیرہ نہیں مل رہا تھا۔ خر کی سواری بھی اتنی بڑھ گئی کہ خر کی سواری بھی نہ ملتی تو خرتنگ کہلایا وفات کے بعد قبر سے عالم برزخ کی خوشبو پھیلنے لگی یہ احادیث رسول کی خوشبو تھی، دین کی خوشبو تھی۔ ۶ ماہ تک اثرات نمایاں تھے لوگ مزار سے مٹی بھر بھر کر لے جاتے ۔ دن بھر میں قبر گڑھا بن جاتی اور دوبارہ بھری جاتی ۔ پھر لوگوں نے دعا کی کہ یا اللہ یہ کرامت اب مستور ہو جائے کہ قبر گڑھا بننے سے محفوظ ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے بجائے محسوس کے معقول بنا دیا۔ اکتفا ر عالم برزخ پر کر دیا ؎

جمالِ ہم نشین در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

میری کوئی خوبی نہیں میں تو وہی خاک ہوں جو تھا۔ خلق الانسان ضعیفاً۔ کہ جمالِ ہمنشین کہ احادیث کی برکات سے متاثر تھے ۔ بعد الموت اثرات قبر سے بھی نمایاں ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ امام کے درجات اسطرح نہایت عالی اور بلند فرما دے ۔

دیکھئے ہمارے فضلاء اب تک تو بڑے اطمینان سے وقت گذار رہے تھے مگر اب جاکر معاش کی فکر لاحق ہوگی۔ رہائش قیام شادی کے مسائل سامنے آئیں گے اب تک مدرسہ پر زور تھا۔ تو یاد رکھئے جس اللہ نے ماں کے پیٹ میں رزق دیا ڈھائی سال ماں کے سینہ سے دودھ دلوایا پھر اب تک اس جوانی میں کہ ہر طرح قحط مہنگائی وغیرہ کا دور بھی آیا مگر طلبہ دین علماء و فضلاء کی زندگی اب بھی متوسط لوگوں کے برابر یا اس سے بہتر ہے ۔ اب گاؤں جاکر ہفتہ دس دن بعد عزیز و اقارب کہیں گے کہ تیار کب تک کھاؤ گے۔ اب نکلو کھیتی باڑی کرو، کوئی کام سنبھالو لیکن اگر قرآن و حدیث کی خدمت کا دامن آپ نے تھام لیا۔ اللہ کی